

# منہج السلامتہ تقبیل الایہ سامین فی الامتہ

منہج السلامتہ  
 تقبیل الایہ سامین  
 فی الامتہ



Al-Islamic Network

الامتہ سے حسین خورشیدی کا ۱۴۳۵ھ کی تقریر  
 ان کے لئے کاموں کی سہولتیں

رسول اللہ ﷺ  
 اور امت کے مسائل و مسائل

## نَهْجُ السَّلَامَةِ فِي حُكْمِ تَقْبِيلِ الْإِبْهَامَيْنِ فِي الْأَقَامَةِ<sup>۳۳</sup> (اقامت کے دوران انگوٹھے چومنے کے حکم میں عمدہ تفصیل۔)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

مسئلہ ۳۳۸ از پرہیزگار شاہ سورتی مسجد مدرسہ مولوی احمد مختار صاحب قادری رضوی صدیقی میرٹھی

۲۶ جمادی الآخرے ۱۳۳۳ ہجری

منقول از فتاویٰ اداویہ معروفہ بر فتاویٰ اشرفیہ جلد چہارم صفحہ ۵۷ و ۵۸

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ جس وقت مؤذن اقامت میں "اشھدان محمد رسول اللہ" بولے تو سننے والا دونوں انگوٹھوں کو چوم کر دونوں آنکھوں پر رکھے یا نہیں، اگر رکھتا ہے تو آیا جائز یا مستحب یا واجب یا فرض ہے، اور جو شخص اُس کا مانع ہووے اُس کا کیا حکم ہے اور اگر نہیں رکھتا ہے تو آیا مکروہ یا مکروہ تحریمی یا حرام ہے اور جو مرتکب اس فعل کا ہووے اُس کا اور جو حکم کرے اُس کا کیا حکم ہے میرزا قاجار۔  
جہید یہ کہ اذان پر قیاس کر کے تحریر نہ فرمائیں بلکہ در صورت جواز یا عدم جواز کسی کتاب معتبر سے عبارت نقل کر کے

جو اب اول تو اذان ہی میں اگوٹھے چومن کسی معتبر روایت سے ثابت نہیں اور جو کچھ بعض لوگوں نے اس بار سے میں روایت کیا ہے وہ متقیین کے نزدیک ثابت نہیں، چنانچہ شامی بعد نقل اُس عبادت کے لکھتے ہیں،

وذكر في كتابنا في الصلاة ثم قال ولم يصح في  
السر فروع من كل هذا حتى انتهى (جلد اول صفحہ ۲۶۷)  
کوئی حدیث مرفوعہ درجہ صحت کو نہیں پہنچی تھی۔ (د ت)  
مگر اقامت میں تو کوئی ٹوٹی پھوٹی روایت بھی موجود نہیں پس اقامت میں اگوٹھے چومنا اذان کے وقت سے بھی زیادہ بدعت  
پہلے اصل ہے اسی واسطے فقہاء نے اس کا بالکل انکار کیا ہے یہ جہارت شامی کی ہے،

ونقل بعضهم ان القمستانی كتب على هامش  
نسخته ان هذا مختص بالاذان واما في الاقامة  
فلو يوجد بعد الاستقصاء التام والتميم  
بعض نے نقل کیا کہ قسستانی نے اپنے ایک نسخہ کے  
حاشیہ پر تحریر کیا ہے کہ یہ اذان کے ساتھ متعلق ہے،  
اقامت میں جستجو اور تلاش بسیار کے باوجود ثبوت  
نہیں ملتا۔ (د ت)

یہی مفتی صاحب لمو یصح فی السرا فروع پر حاشیہ فرماتے دیکھتے ہیں،

قلت واما الموقوف فانه وان كان منقولا لكن مع  
ضعف اسنادہ ليس فيه كونه هذا العمل طاعة  
بل هو رقية للحفظ عن سرمد والعوام يفعلونه  
باعتقاد كونه طاعة ۱۲ منه حاشیہ صاحب فتاویٰ  
اشرفیہ پر جہارت شامی،  
یہی موقوف حدیث تو وہ اس سلسلہ میں اگرچہ منقول ہے،  
لیکن اس کی سند ضعیف ہونے کے ساتھ اس میں یہ نہیں  
ہے کہ یہ عمل عبادت و طاعت ہے بلکہ یہ صرف آنگھول  
کے دیکھنے کا طالع ہے اور عوام اسے عبادت سمجھتے ہوئے  
کجا لاتے ہیں ۱۲ منہ (د ت)

گزارش و موجب تکلیف دی یہ ہے کہ ہرگز گوشت میں ایک حرفہ در بارہ استغفار سے تعبیل ابہا میں عند  
قول المزدن اشہد ان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابلاغ خدمت کیا ہے آج خدا وائے اداویہ  
میں ایک صاحب نے عبارت مرقومہ بالا دکھائی جو بلقہ نظر ملاحظہ عالی میں پیش کر کے رفع شکوک کا خواستگار ہیں  
وہی ہندہ ۱

ملہ رد المحتار علی در المختار باب الاذان مطبوعہ مجتبائی دہلی ۲۶۷/۱

(۱) علامہ شامی یا دوسرے محققین نے تعیل کے بارہ میں ابو بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل کی کہ  
 "لم یصح فی المر فوج" (کوئی مرفوع حدیث نہیں ملی۔ ت) یا اس کے ہم معنی الفاظ تحریر کیے ہیں اس سے حدیث  
 کے مرفوع ہونے کا انکار ہے یا کثیرہ تعیل ہی کا ثبوت صحت کو نہیں پہنچتا، مفتی صاحب کی تحریر و حاشیہ خود غور طلب ہے۔  
 پھر اُن کے معتدین قبیل مطلق کو غیر صحیح فرماتے ہیں خواہ بروایت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا تعلیم سیدنا تضرع علیہ السلام  
 بآئینہ الرزق نے کفر الہیاد سے جو عبارت نقل کی ہے اُس میں اثبات استحباب ہے۔ مجرمہ قادی جلد سوم صفحہ ۲۲  
 طحاوی نے شرح مراقی الفلاح مصری صفحہ ۱۱۱ میں اسی روایت کو نقل کیا ہے نیز فردوس دینی سے حدیث ابو بکر الصدیق  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً لکھ کر حضرت تضرع علیہ السلام سے علقا روایت بطور تائید بیان کے علی ہذا اسادات احسان  
 کی اکثر کتب میں موجود ہے۔ امانۃ الطالبین علی مل الفنا فوج الجین مصری ص ۲۴ (فقہ شافعی) ۱

وفی الشواہد ما نصہ من قال جین یسمع قول  
 المؤذن اشہد ان محمد رسول اللہ مرجباً  
 بجبینی وقرۃ عینی محمد بن عبد اللہ صلی  
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھو یقبل ابہا میسر و  
 یجعلہما علی عینیہ لم یعم ولم یز مسددا  
 ابدالہما ۱۱۱

شعروانی میں عبارت یہ ہے: جس نے مؤذن کا یہ جملہ  
 اشہد ان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 بجبینی وقرۃ عینی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم پھر اپنے آنکھوں سے دوڑ کر آنکھوں  
 سے لگا لے تو وہ نہ کبھی اندھا ہوگا اور نہ اس کی  
 آنکھیں کبھی خراب ہوں گی انتہی (ت)

کتابۃ الطالب الربانی لرسالة ابن ابی زید القیروانی فی مذہب سیدنا الامام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 مصری جلد ۱ ص ۱۶۹

فائدۃ: نقل صاحب الفہر و صاحب  
 ان الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ لہما سمع  
 قول المؤذن اشہد ان محمد رسول اللہ قال  
 ذلک وقبل باطن انملة السبا بیتین وصرح عینیہ  
 فقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من فعل  
 مثل خلیل فقد حلت علیہ شفاعتی، قال  
 الحافظ السخاوی ولسر یصح، ثم نقل عن

فائدۃ: صاحب الفہر دوس نے نقل کیا ہے  
 کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب مؤذن کا  
 یہ جملہ سنا "اشہد ان محمد رسول اللہ" تو آپ  
 نے یہ دہرایا اور دونوں شہادت کی آنکھوں کا باطن  
 حصہ اپنی آنکھوں سے لگایا تو اس پر نبی اکرم صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص نے یہ عمل کیا جو میرے  
 اس دوست نے کیا ہے تو اس کے لیے میری شفاعت

الغفرانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال من قال  
حين يسمع قول المؤذن اشهد ان محمدا رسول  
الله مرحبا بجيبى وقرعة عيني محمد بن  
عبد الله (صلى الله تعالى عليه وسلم) ثم يقبل  
ابها ميسر ويجعلهما على عيني لم يسمع و  
لم ير مديدا ونقل غيره ذلك ثم قال ولم يسمع  
في المرفيع من هذا شي والله تعالى  
اعلم۔

ثابت ہوئی۔ حافظ سخاوی نے کہا کہ یہ صحیح نہیں، پھر  
حضرت خضر علیہ السلام سے یہ منقول ہے منسب یا کہ  
جو شخص مؤذن کا یہ جملہ اشہد ان محمد رسول  
الله کہے کر کہے مرحبا بجیبی وقرعة عینی  
محمد بن عبد الله (صلى الله تعالى عليه وسلم)  
پھر اپنے دونوں انگوٹھے پکڑ کر اپنی دونوں آنکھوں سے  
لٹکائے تو وہ نہ کبھی اندھا ہوگا اور نہ اس کی آنکھیں  
کبھی خراب ہوں گی اور ان کے علاوہ سبھی ذکر کیا، پھر  
کہا کہ اس سلسلہ میں کوئی مرفوع صحیح روایت نہیں ملی وائے  
تعالیٰ اعلم (ت)

علامہ الشیخ علی الصیدی الحدادی اسی شریح کے حاشیہ میں فرماتے ہیں،

(قوله ثم يقبل الخ) لم يبين موضع التقبيل  
من الايهامين الا انه نقل عن الشيعة العالم  
المفسر نور الدين الخراساني قال بعضهم  
لقيته وقت الاذان فلما سمع المؤذن يقول  
اشهد ان محمدا رسول الله قبل ابها مح  
نفسه ومسح بالظفر بين اجفان عينيه  
من الباقي الى ناحية الصدغ ثم فعل ذلك عند  
كل تشهد مرة مرة فسالته عن ذلك فقال  
كنت افعله ثم تركته فمرضت عيني  
فرايت صلى الله تعالى عليه وسلم منا ما  
فقال لم تركت مسح عينيك عند الاذان  
ان اردت ان تبرأ عينك فعد الى المسح

(قوله ثم يقبل الخ) انگوٹھوں کی کون سی جگہ چمے  
اس میں اس کا ذکر نہیں کیا، مگر شیخ العالم المفتی  
نور الدین خراسانی سے یہ منقول ہے بعض لوگوں نے کہا میں  
ان سے دور ای اذان ملا جب انہوں نے مؤذن سے  
اشہد ان محمد رسولہ اللہ سنا تو انہوں نے  
اپنے دونوں انگوٹھے پکڑے اور ان دونوں کے ناخن  
اپنی پلکوں پر ناک کی طرف کے پھر انہوں نے ہر بار  
ایسا کیا تو میں نے ان سے اس کے بارے میں  
سوال کیا تو وہ کہنے لگے میں پتھر پر عمل کیا کرتا تھا  
پھر میں نے اسے چوڑیا تو میری آنکھیں خراب  
ہو گئیں اور مجھے خواب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم کی زیارت ہوئی تو فرمایا، تُو نے اذان کے وقت

سے کھیرت (الطالب الربانی لرسالة ابن ابی زيد القيرواني، مطبوعہ مصر

فاسیقہ ظلت و مصححت خبرت و لم یعا و دف  
مرضہما فی الان انتہی فہذا یدل علی ان  
الاولی التکریر و الظاہر انہ حیث کان المسلم  
بالنظرین ان التقدیل لہما و اللہ تعالیٰ  
اعلم۔

پس یہ عبادت ولایت کر رہی ہے کہ بار بار کرنا بہتر ہے اور ظاہر یہی ہے کہ جب کبھی آنکھوں پر انگوٹھے لگائے  
تو چڑھا بھی انھیں کرے، واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

ان تمام عبادات میں کہیں تقبیل ایسا نہیں ہوئی بلکہ استجاب کا پتا الغافلہ صریحہ میں  
ملا ہے برغلاف الحسن کے صاحب فادویٰ اشرفیہ عبادت شامی پر حاشیہ لکھ کر مباح (ص ۲ ملاحظہ ہو) مان  
رہے ہیں پھر اُس مباح کو بھی بدعت ٹھہرا رہے ہیں اس تضاد و اشکال کو رفع فرما کر قاطع فیصلہ فرمایا جائے۔  
صاحب فادویٰ اشرفیہ عمل مانع فرما کہ اپنے حاشیہ مذکورہ میں رقبہ مان کر دھوئی کرتے ہیں والوام یفعلونہ  
باعتقاد الطاعة (حواصی اسے عبادت سمجھ کر کرتے ہیں۔ ت) یہاں صرف یہ اشکال ہے کہ اعتقاد قلب سے  
تعلق رکھتا ہے اُس پر مفتی صاحب مذکور کس طرح اطلاق ہوئی اور یہ کہ ان کے نزدیک رسول علیہ الصلاۃ و  
السلام بھی پانچویں اعلام عقیم ہائی الصدور علوم غیبیہ سے بے خبر ہیں (معاذ اللہ) وہ بھی عامہ مومنین کے دلی  
خیال اور اعتقاد سے اطلاق ہوئی خواہ وہ ہند میں ہوں یا کابل میں، اراک میں ہوں یا عرب شریف میں، غرض  
شرق میں ہوں یا غرب میں حیث یقول والوام یفعلونہ باعتقاد الطاعة (حواصی اسے عبادت سمجھ کر کرتے  
ہیں۔ ت) یہاں بعض ان اس نے مستحق فتنہ برپا کر رکھا ہے مترصد کہ جلد تر جواب یا مراب سے امتیاز  
بخشیں اجرکم اللہ تعالیٰ بجاہ طہ و ینس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ اجمعین والحمد  
للہ رب العالمین۔

محمد امجدی

### الجواب

اس مسئلہ کی تحقیق بالغ و متیق بازرغ میں پانچ سال ہوئے فقیر نے منید العین فی حکم تقبیل  
الایہا ہدین لکھی کہ بیس سال ہوئے کبھی میں چپ کر تک میں مفت تقسیم ہوئی اب میرے پاس صرف ایک  
نسخہ باقی ہے کہ آپ جیسے علم دوست حق پرست کی اعانت کو بغرض ملاحظہ فرمائیے ایک نسخہ بھی اور ہوتا تو

ہدیہ حاضر کر دیتا بعد ملا علی قاری کے پاس فرمائیں یہ رسالہ یا ذرا تعالیٰ دربارہ حدیث و فقہ منکر کی خیالات باطلہ عاقلہ کی نیچ کنی و صفراش کنی کو پس ہے لہذا ان سے زیادہ تعرض کی حاجت نہیں صرف بعض امور جہالت فتوائے بزرگوار کے متعلق اجمالاً گزارش و باللہ التوفیق۔

(۱) دعویٰ یہ کہ اذان میں کسی معتبر روایت سے ثابت نہیں، اور اس پر دلیل شافعی کی جراح سے نقل کہ ان میں سے کوئی حدیث مرفوعہ درجہ صحت کو نہیں پہنچی جو خود مشیر ہے کہ اس کی احادیث موقوفہ پر یہ حکم نہیں درج مرفوعہ کی تخصیص کیوں ہوتی جہارات کتب میں مفہوم مخالفت بلا شبہ معتبر ہے، اسی شامی طابع قسطنطنیہ جلد ۵ ص ۵۲ میں ہے۔

فان مفہیم الکتب حجة ولو مفہوم لقب  
علی ما صرح بہ الامولین۔  
جہارات کتب میں مفہوم مخالفت جہت ہوتا ہے خواہ  
وہ مفہوم لفظی ہو، علمائے اصول نے یہی تصریح  
کی ہے۔ (ت)

نیز جلد اول ص ۱۶۴  
یطلق بہ عند السؤال ای لان مفہیم الکتب  
معتبرہ کما تقدّم۔  
سوال کے وقت اسی پر فتویٰ ہو گا کیونکہ جہارات  
کتب میں مفہوم مخالفت جہت ہوتا ہے، جیسے کہ  
پچھلے گزر چکا ہے۔ (ت)

وہ مختار بیان سنیں و ضرر میں ہوا لفاظی سے ہے۔  
مفہیم الکتب حجة بخلاف اکثر مفہیم  
النصوص۔  
جہارات کتب میں مفہوم مخالفت جہت ہوتا ہے  
اور نصوص کے اکثر مفہیم معتبر نہیں ہوتے (ت)  
احادیث موقوفہ کیا روایت نہیں لاجرم ملا علی قاری نے موضوعات کبیر میں کل مایہ روای فی ہذا  
فقد یصح رفعہ البتہ (اس سلسلہ میں جو کچھ مروی ہے اس کا مرفوع ہونا کسی طرح بھی صحیح نہیں۔ ت)  
لکھ کر فرمایا۔

قلت و اذا ثبت رفعہ الی الصدیق رضی اللہ  
میں کتاہوں جب اس کا مرفوع ہونا صدیق اکبر

۳۸/۵	مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر	باب الاشارة الفاسدة	سلہ رد المحتار
۱۱۹/۱	" " "	کتاب الطہارة	سلہ رد المحتار
۲۱/۱	معتبائی دہلی	"	سلہ رد مختار

تعالیٰ عنہ فیکفی العمل بہ لقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علیکم بصدق وسقۃ الخلفاء الراشدینؑ  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما بہت ہے تو عمل کے لئے اتنا  
 ہی کافی ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا  
 ارشاد ہے: اتم پر میری اور میرے خلفاء راشدین  
 کی سنت لازم ہے۔ (ت)

(۲) صحیح ک نفی سے معتبر ک نفی جانتا فی حدیث سے جہالت پر یعنی کتب جہالت میں ہزار جگہ لگے اعتبار یہ د  
 لایا ہے تب یہ (یہ معتبر ہے) نہیں اس سے استدلال نہیں کیا جائے گا۔ (ت) اور فضائل اعمال میں احادیث  
 معتبرہ بالا جہالت کافی اگرچہ صحیح بلکہ حسن بھی نہ ہوں۔

(۳) فقہ میں روایت، روایت فقہیہ بھی ہے بالفرض اگر حدیث معتبرہ مطلقاً منفی قرأی سے روایت  
 معتبرہ ک نفی یا جہل محض ہے یا زنی غیر مقلدی کہ بہ ثبوت حدیث روایت فقہیہ معتبرہ نہ مانی۔

(۴) یہیں یہیں اسٹیٹ میں قسائی و خاوی صوفیہ و کثر العباد سے صراحتاً اس کا استہباب منقول اور  
 بسینہ جرم بلا تعصب نہ کو رد مقبول، قسائی سے صرف نسبت حدیث ایک کلام نقل کر لیا اور اسی جہالت میں  
 قسائی کے حکم مقرر فقہی کو چھوڑا، صریح خیانت ہے۔

(۵) پھر روایت فقہیہ قصداً ایجا کر وہ سب ایک کہ کسی معتبر روایت سے ثابت نہیں صاف اغوائے حرام ہے  
 کیا کتب فقہ میں ہزار سے کلاس کے نظر نہیں گئے کہ حکم فقہی پر جو حدیث نقل کی اس میں کلام کر دیا گیا مگر اس سے  
 روایت فقہی نامعتبر نہ ہوئی، پاروی غیر مقلدی کی علت پیچھے ہو تو کیا ملاح!

(۶) اقامت میں کوئی کوئی پھٹی روایت بھی موجود نہ ہونے پر قسائی کا کلام نقل کیا کہ بعض نے قسائی  
 سے نقل کیا کہ انھوں نے اپنے نسخہ کے حاشیہ پر لکھا کہ دوبارہ اقامت بعد تلاش کامل روایت نقلی اور انہیں  
 قسائی کا کلام نہ دیکھا کہ ایسی نقل نقل مجہول اور نقل مجہول محض نامقبول، جلد دوم ص ۱۵۱۲

قول المعراج و روایت فی موضع الخاوی معذوا  
 المع المیسوط) لایکفی فی النقل  
 معراج کا قول اور میں نے ایک جگہ دیکھا ہے الخ  
 (یعنی ميسوط کی طرف ميسوط) جہالت کی وجہ سے



لجہالت

نقل میں وہ ناکافی ہے۔ (ت)

وہاں بواسطہ مجہول ناقول امام قوام الدین کا کی شارح پر ایہ تھے یہاں شامی، وہاں منقول عنہ بالواسطہ امام شمس الانار سرخسی تھے یا خود محمد المذہب امام محمد اور یہاں قسستانی ذکر ہیں تفاوت وہ از کجاست تا کجا (انتباہ افق کسب وہ کہاں ہے)

جب وہ بدرجہ جہالت واسطہ مقبول نہ ہوئی اس کی کیا ہستی، مگر کیا کیجے کچھ عقل بازار میں نہیں بکتی

(۷) لم یوجد (وہ اب تک نہیں پائی گئی) اور موجود نہیں میں جو فرق ہے عاقل پر عقلی نہیں، مگر عقل بھی ہو یہ تو خالی نیاخت کی نقل ہے کہ شہادت علی النقی سے زائد نہ ٹھہرے گی اگر الفاظ فقہ سے فقہی منقول ہوا اور بدرجہ جہالت نامقبول ہوا، انھیں علامہ شامی کا کلام ٹھنی عقود الدریہ جلد ۲ ص ۱۰۹

نقل الزیلعی ان الفتوی علی قولہما فی جوازھا قال الشیخ قاسم فی تصحیحہ ما نقلہ الزیلعی شاذ مجہول القائل آھ۔  
وہ مختار میں ہے

علیہ الفتاویٰ شریعی و بحر معنی للمنفی  
لکن مرادہ الصلاۃ قاسم فی تصحیحہ بیان  
ما فی المنفی شاذ مجہول القائل فلا یعمل  
علیہ تک  
اس پر زلعی اور بزرگ کا فقہی ہے انھوں نے معنی کی طرف منسوب کیا، لیکن علامہ قاسم نے اسے اپنی تصحیح میں بایں طور رد کیا کہ معنی میں جو کچھ ہے وہ شاذ ہے کیونکہ اس کا قائل مجہول ہے لہذا اس پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ (ت)

شامی نے اسے مقرر رکھا۔

(۸) اس پر یہ ادعا کہ اسی واسطہ فقہاء نے اس کا بالکل انکار کیا ہے صریح کذب ہے۔

لے رد المختار باب الولی من کتاب النکاح مطبوعہ مصطفیٰ ابائی مصر ۳۳۹/۲  
سے العقود الدینیۃ فی تنقیح الفتاویٰ الحامدیۃ کتاب الویارۃ المطبوعہ تاجران کتب ارگہ بازار قدیمہ انفاست ۱۳/۲  
سے رد مختار باب الایہارۃ الفاسدۃ مطبوعہ مجتبیٰ دہلی ۱۷۷/۲

(۹) اس پر کہنا کہ یہ عبارت شامی کی ہے بکف چرائی ہے شامی میں قسمستانی سے قبل جمول یہ مقبول کہ اس کی روایت نہ ملی اگر بغرض غلط یہ فعل جمول مقبول بھی ہو اور عدم وجدان روایت عدم وجود روایت بھی ہو تو فنی روایت سے روایت فنی نہیں، ہذا کا اشارہ جانب فعل ہے نہ جانے کلم فقہا نے بالکل انکار کیا کس گھر سے لائے۔

(۱۰) انہم پر بطور غایت و برجہ قسمستانی کا اپنا انکار ہو گا نہ کہ وہ فقہا سے کوئی قول نقل کر رہے ہیں اور قسمستانی کا بایں معنی فقہا میں شمار کہ ان کا اپنا قول بلا فعل مسلم ہو یقیناً باطل ہے بلکہ فعل میں بھی ان کی وہ حالت جو خود بھی علامہ شامی عقود الدریہ جلد ۲ ص ۲۹۷ میں بتاتے ہیں کہ

المقسمستانی کجاسف سیل وحاطب لیل خصوصاً قسمستانی یہاں جانے والے سیلاب اور راست واستادہ الی کتب الزاہدی الصغریٰ۔  
کو کڑی اکٹھی کرنے والے کی طرح ہے خصوصاً جبکہ اس کا

استناد راہری محض کی کتب کی طرف۔ رت  
اور کشف الخون حرف الخون میں علامہ مصاصم اسفرائینی کا قول نہ دیکھنا کہ اس اوجاے باطل کی گئی نہ رکھے گا اور بالکل کشف ظنون بلکہ علاج جنون کو دے گا ہم نے بتا دیا نہ ملے تو پیش بھی کر دیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۱۱) یہ بھی سہی تو کیا ظلم شدید و تعصب عنید ہے کہ مسئلہ اقامت میں قسمستانی کا اپنا قول بلا فعل بلکہ صرف روایت نہ پانا سند میں پیش کیا جائے اور اسے اہل ایک فقیر خلیل بلکہ فقہا کا انکار ٹھہرا دیا جائے اور یہیں یہیں مسئلہ اذان میں جو یہی قسمستانی خاص روایت فقہی نقل فرما کر حکم استحباب بتا رہے ہیں وہ مردود و نامعتبر قرار پائے بغرض بڑی اہم اپنی ہوائے نفس ہے وہیں۔

(۱۲) اقامت میں اذان سے بھی زیادہ بدعت وہے اصل ہے یعنی بدعت وہے اصل اذان میں بھی ہے یہ وہی مرض غیر مقلدی ہے کہ فقہا اگر ہر صراط مستقیم فرمائیں مگر ان کا قول مردود اور بدعت مذموم ہونا غیر مردود۔  
(۱۳) نہیں نہیں نری غیر مقلدی نہیں بلکہ اجماع امت کا رد اور غیر سبیل المؤمنین کا اتباع نہ ہے

جس پر قرآن عظیم میں نصلہ جہنم و سادات حصیڈا کی وعید مذکور ہے، احادیث یہاں قطعاً مروی مرفوع بھی اور موقوف بھی اور غایت ان کا ضعف جس کا بیان قطبی نیز العین میں ہے جس سے حق کی آنکھیں پُر نور اور باطل کی نظائیں دُور بلکہ خود اسی قدر جہالت کہ منکر نے نقل کی نصف کو کافی کرنا اس میں صرف لہو لیمح (صحیح نہیں۔ ت) کہا اور وہ بھی فقط احادیث مرفوعہ تو اگر سب کو کہتے ہیں بھی فنی صحت سے غایت و وجہ اتنا معلوم ہوتا کہ ضعیف ہیں پھر

ضعیف تھوڑے طرق سے جس پر جاتی اور مسائل حلال و حرام میں بھی محنت قرار پاتی ہے اور نہ بھی کسی تو قطعاً باب فضائل اعمال میں حدیث ضعیف بالا جماع مقبول اور مخالفت اجماع مردود و مخذول۔ (اربعین امام ابو حنیفہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ میں ہے، قد تقف الصلحاء علی جواز العمل بالحدیث  
الضعیف فی فضائل الاعمال) میں حدیث ضعیف پر عمل جائز ہے (۱۴۸)

(۱۴۸) (۱) جامع امت کا خلاف نہ ہوں دشوار نہ تھا مصیبت یہ ہے کہ جمہور واپس کی بھی مخالفت ہوئی کہ تخصیص عدم صحت یا حدیث مرفوعہ صحت بنائی، طاعن قاری کی جہالت گری تو قرونِ شک میں اصل متحقق ہوئی پھر بدعت ہے اصل کہنا اصول و پابیت پر بھی پھیرنا ہے۔

(۱۴۹) (۱) پابیت بجز سنت ترافست یہ ہے کہ دیوبندیہ کے امام اعظم جناب گنگوہی صاحب سے چل گئی اور وہ بھی بہت بُری طرح کہ ان کی سنت اُن کی بدعت ۱۰۰ کی پابیت، اُن کی خلافت یہ قائل کو بدعتی گمراہ ٹھہراتی ہیں وہ ان کو منکر سنت ضال پدراہ بتاتیں پھر یہ کیا نہیں چھوڑ دیتے ہیں یہ کہیں گے کہ وہ بدعت ضلالت کو سنت ہٹا کر سنت گمراہ ہے دین جوئے کفی اللہ المؤمنین القتالی (۱) اُن میں مومنوں کیلئے اللہ تعالیٰ کافی ہے، ات اس کا متصل بیان نیز اربعین افادہ ۳۰ میں طحطاوی نے یہ کیا روایت نقل کی ہے، اب کے نزدیک بھی فضائل اعمال کی ہیں کہ اس پر ترغیب و ثواب ان میں نہ کہ ہے، مسند احمد میں حدیث میں روایت صدیق کبر رضى اللہ تعالیٰ عنہ ہے کہ انہوں نے اذان میں نام سن کر آنکھوں کے چوڑوں کو پوس دے کو آنکھوں پر پھیرا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

من عمل مثل ما فعل خلیلی فقد حلت علیہ شفاعتی (۱) جو ایسا کرے جیسا میرے اس پیارے نے کیا اُس پر میری شفاعت حلال ہو جائے گی۔

جامع الرموز و کنز العباد و غیر ہا میں ہے،

فانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول قاعد لیس الی الجنة (۱) جو ایسا کرے گا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے پیچھے پیچھے اسے جنت میں لے جائیں گے۔

اور یہ تو روایات عدیدہ میں ہے جو ایسا کرے کہی اندھا نہ ہوگا نہ اُس کی آنکھیں دکھیں، یہ کیا فضیلت و

۶ ص	مطبوعہ امیر دولت قطر	۱۰۲۱	۱۰۲۱	۱۰۲۱	۱۰۲۱
۳۸۴ ص	دارالکتب العلمیہ بیروت	۱۰۲۱	۱۰۲۱	۱۰۲۱	۱۰۲۱
۱۶۵/۱	مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاسم سن ایران	باب الاذان	باب الاذان	باب الاذان	باب الاذان

ترغیب نہیں بہر حال یہ حدیثیں فضائل اعمال کی ہیں۔ اور لنگوی صاحب برائین قاطعہ طبع دوم حق میں فرماتے ہیں "سب کا یہ مدعا ہے کہ فضائل اعمال میں تفسیف پر عمل درست ہے۔" ظاہر ہے کہ درست یہاں یعنی جائز ہی ہے خصوصاً جبکہ امیر المؤمنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثبوت لیں جیسا کہ عبارت علی قاری میں گزرا۔ جب تو اس مسئلہ قبولی ضمانت کی بھی حاجت نہ ہوگی کہ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تقلید کا خود احادیث صحیحہ میں حکم فرمایا۔ حدیث خلفا کلام قاری میں گزری۔ دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا۔

اقتدوا بالذین من بعدی الخ بکرو و عسرو۔  
انہو کہ پیروی کرو جو میرے بعد والی امت ہوں گے  
ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

رواہ احمد والترمذی وحسنہ و ابن ماجہ و  
الروایۃ والحاکم و صحیحہ و ابن حبان نے  
صحیحہ عن حذیفۃ و الترمذی و لحاکم  
عن ابن مسعود و ابن عدی عن انس بن مالک  
رضی اللہ تعالیٰ عنہم عن انس بن مالک  
تعالیٰ علیہ وسلم۔

اسے احمد نے اور ترمذی نے روایت کر کے حسن کہا۔  
ابن ماجہ، روایاتی اور حاکم نے روایت کر کے اسے صحیح  
قرار دیا، ابن حبان نے اسے اپنی صحیح میں روایت کی  
حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ترمذی اور حاکم نے  
عمرت ابن مسعود سے اور ابن عدی نے حضرت انس  
بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ابن مسیب نے  
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیان کئے ہیں (ت)  
بلکہ تقلید عام میں یہاں سے امام رضی اللہ تعالیٰ عنہم و حذیفہ کا مذہب ہے بلکہ وہابیہ کے نزدیک یہی قرن تک حکم تقلید  
بلکہ منصب تشریع جدید سے کہا بیٹا فی کتبنا فی الرد علیہم (جیسے کہ ہم نے اپنی کتب میں ان کا رد کرتے  
ہوئے واضح کیا ہے۔ ت) بہر حال اس مسئلہ کی دلیل ہزاروں قرون تشریح میں متفق ہوئی اور لنگوی صاحب ص ۲۸  
میں لکھتے ہیں۔

جس کے ہوازی کی دلیل قرون عشرہ میں ہو وہ سب شفت ہے اور  
قرودین ہوا کہ جناب لنگوی صاحب کے نزدیک اذای میں نام اقدس شمس کر اٹھوٹھے چڑھنا سنت ہے اور حدیث  
سے ثابت کہ منکر شفت پر لعنت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لے برائین قاطعہ علی غلام الانوار الساطعہ مسئلہ فائزہ تقویٰ کے مطبوعہ بلاسوا واقع دسمبر ۹۱ ص  
لے جامع الترمذی مناقب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مطبوعہ امین کمپنی دہلی ۲۰۰۶/۲  
لے برائین قاطعہ علی غلام الانوار الساطعہ قرون عشرہ میں موجود نہ ہونے کے معنی مطبوعہ بلاسوا واقع دسمبر ۲۸ ص

سنة لعنهم لعنهم الله وكل نبي محباب (القولہ)  
 و يترك الشقاق واداء الترحدى من ام المؤمنين  
 والتخلف عنهما وعن علي والطبراني بلفظ سبعة  
 لعنهم وصحیح سی محباب عن عمرو بن سفيان  
 رضي الله تعالى عنهم بسند حسن۔  
 لعنت کی اور ہر نبي کی دعا مقبول ہے۔ یہ حضرت عمرو بن سفيان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سند حسن کے ساتھ مروی ہے۔ (۱۷)  
 اب صاحب فتاویٰ اشرفیہ اپنا حکم ٹکڑی صاحب سے دریافت کریں یا ٹکڑی صاحب کے حق میں خود کوئی  
 حکم فرمائیں۔

(۱۶) اب اقامت کی طرف چلیے شامی سے بحوالہ مجہول قسمستانی کا روایت نہ پانا تو نقل کر لائے اور اس  
 پر تبصرہ کر لیتا ہے اس کا باطل انکار کیا حالانکہ فقہائے کرام کا مسلک وہ ہے جو امام حنفی علی الاطلاق نے فتح القدر  
 ص ۱۴ میں فرمایا۔

عدم النقل لا ينفي الوحدۃ واداء نقلی واداء کے منافی نہیں۔

(۱۷) عدم نقل کو نقل عدم ظہر اسے کار و خود اسی شامی میں جایجا موجود ۱۰ اذا جملہ جملہ اول ص ۱۰ میں بعد  
 ذکر احادیث فرمایا۔

قال القلاء هذه الاحاديث من قواعد  
 الاسلام و هو ان كل من ابتدع شيئا من الخيرة  
 كان له مثل اجر كل من يعمل به الى يوم  
 القيمة  
 میں علامہ کرام نے فرمایا کہ یہ حدیثیں دین اسلام کے  
 قواعد سے ہیں ان سے یہ قاعدہ ثابت ہو کر جو  
 شخص کوئی اچھا کام نیا نکالے کہ پہلے نہ تھا قیامت تک  
 جتنے مسلمان اس پر عمل کریں سب کے برابر ثواب  
 اس کا دیکھنے والے کو ہو۔

(۱۸) بدعت وہ اصل کی بھی حقیقت من لیجئے، فتح القدر المعین جلد ۳ ص ۲۰۲۔

۳۶/۱	لہ المستدرک کتاب الایمان سنة لعنهم لعنهم الله داد الفکر بیروت
۲۲/۱۷	لہ المعجم الکبیر ترجمہ عمرو بن سعواد حدیث نمبر ۸۹ المکتبة الفیصلیة بیروت
۲۰/۱	فتح القدر کتاب الظہارت فریہ و ضریر سکر
۴۳/۱	سکے رد المحتار مطلب بحوالہ تفسیر المفسول المطبعة مصطفیٰ ابانی مصر

لا اهل لها لا يقتضي الكراهة ولذا اقبال  
فی الدرر قبیل انها بدعة ای مباحة حسنة  
یعنی ہے اصل جو نے سے مکروہ سما لازم نفس آ  
اسی ہے اور مختار میں فرمایا کہ اسے حرمت کہا گیا اس  
کے معنی یہ ہیں کہ نو پیدا ہوا راجحی بات ہے (د)

(۱۹) فرض کردم کہ اس سے جو عدم نقل انکار مطلق ہی مقصود ہو تو بحال عدم نقل حکام فقہاء کا نمونہ  
ہم نے ذکر کیا اس کے معارضی ہوں گے اور ترجیح و توفیق و توحید و تحقیق کہ ہمارے رسالہ زدہ یا ہیر میں ہے اس  
کی منونت جناب گنگوہی صاحب نے کم دی اور منکرین کو کسی جہالت خلاف سے مشہور ڈالنے کی کئی کوشش نہ رکھی  
کہ اس سے غایت درجہ مسئلہ عدم نقل میں اختلاف ثابت ہو گا اور گنگوہی صاحب برائیں ص ۳۷ میں  
فرماتے ہیں،

”اس کی کراہت مختلف فیہ ہوئی اور مختلف فیہ مسئلہ تو یوں بھی بلا ضرورت جائز ہو جاتا ہے۔“

پر وہاں کسی اور پوری غیر متعدي بلکہ پہلے نفس اتباع نفس طلال کر دینے کی داو دی ہے جہاں ہمارے علماء اور امام  
شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اختلاف ہے تو جہاں خود علماء حنفیہ کے قول دونوں طرف ہوں وہ تو ہر جہت سے اسے  
بعض صورت مطلقاً جائز ہے بلکہ منکر کو قول خلاف سے منہ دے الحق کے فہم و فہم سے گا۔

(۲۰) نہیں نہیں فقہاء جائز ہیں بلکہ تنوی صاحب کے دترم میں وقت اقامت بھی تفصیل مذکور سنت اور قضاوی  
صاحب کا اس پر انکار گمراہی و ضلالت اور بلکہ حدیث موجب لعنت ہے، علماء فرماتے ہیں اقامت احکام میں  
مثل اذان ہے سراسر مستثنیات کے، بلکہ بدایہ میں ہے،

یروى انه لا تكراه الاقامة ايضا لانها احدی  
الاذانین ۛ  
اور یرمى ہے کہ اقامت بھی مکروہ نہیں کیونکہ یہ بھی  
ایک اذان ہے۔ (د)

اور عند تحقیق متبع مناظرات فائے خصوص کرے گی تو اس کی دلیل جواز بھی متحقق ہوئی اور مسکت مشہری،  
گنگوہی صاحب کے نزدیک تو سنت ہونے کے لیے اثر فعل کی نفس بھی قرونِ ثلث میں موجود ہونے کی حاجت نہیں  
یہاں تو اس کی تفصیل اذان خود موجود ہے یہاں گنگوہی ص ۸ میں ہے۔

”جس کے جاز کی دلیل قرونِ ثلث میں جو خواہ وہ جزئیہ جو جو خارجی اُن قرون میں ہوا یا نہ ہوا اور خواہ اسکی

جنس کا وجود غرض میں ہوا ہو یا نہ ہوا جو وہ سب سنت ہے:

یہ اس چار سطر پر تھوڑے تھوڑے عشرت کا معلقہ (یعنی مکمل بیٹیں و مکمل ہیں۔ ت) وہ بھی نہایت اختصار، اب ڈیڑھ سطر منہ پر طرف چنے و باندھنے لگتی۔

(۲۱) ممانے کو اس نے کہ نفی صحت میں مرفوع کی تخصیص فرمائی کمال حیا اس کا مطلب یہ نظر آتا کہ اس بارہ میں حدیث موقوف اگرچہ منقول ہے مگر ضعیف الاسناد ہے، کیا ممانے یہ فرمایا تھا کہ اس بارہ میں حدیث مرفوع کوئی منقول ہی نہیں یا یہ فرمایا تھا کہ جو منقول ہے ضعیف نہیں بلکہ صحیح ہے یا یہ فرمایا تھا کہ ضعیف بھی نہیں بلکہ موضوع ہے انہیں تین صورتوں میں اس انفرادی مطلب پر مرفوع و موقوف کا تفرق اور تخصیص کا فائدہ صحیح رہتا مگر ہر ذرا سے فہم والا بھی دیکھ رہا ہے کہ یہ بہرہ و طار پر افترا ہے ممانے یہی بتانا ہے کہ اس بارہ میں احادیث مرفوعہ اگرچہ منقول ہیں مگر درجہ صحت پر نہیں بلکہ ضعیف ہیں یہی اس کے معنی منہ پر حدیث موقوف میں کیا تو فرق کیا رہا حدیث تخصیص مرفوع باطل کرنے کو تخصیص مرفوع کا مطلب نظر آتا جنوں نہیں تو شد یہ کاری دشمنائی ہے نہ کہ یہی نہیں تو سخت جنوں دے مقل ہے۔

(۲۲) بغرض باطل ہی مطلب سے مگر یوں بھی کال نہ کٹا، انشاء اللہ مگر ہی صاحب ایمان لاپچھے کہ یہاں منقول ہے اگرچہ ضعیف حدیث اور فائدہ بھرا کا دھرم فزون کی حیثیت پر حدیث موقوف و ضعیف مرفوع و مان کر ہمت دے اصل کتنا کیسا قوی حیثیت!

(۲۳) ایک بھاری دیانت یہ دکھائی کہ حدیث سے اس عمل کا طاعت ہونا نہیں نکلا بلکہ رد سے بچنے کا ایک منتر ہے اہل حیا و ایمان متکاہم ہیں یہ اعتراض اگرچہ مل سکتا تو نہ موقوف و ضعیف بلکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد صحیح اگر صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہوتا اسے بھی اڑا دیتا، حدیثوں میں تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی شفاعت فرمائیں گے اسے اپنے ساتھ جنت میں لے جائیں گے اور منہ پر کہتا ہے کہ یہ کوئی طاعت ہی نہیں کیا کوئی مسلمان کہہ سکتا ہے کہ جس پر علیہ السلام جلیل ثواب موعود ہوں وہ سب سے طاعت ہی نہیں ایک منتر ہے۔

(۲۴) حدیث، ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے یوں پڑھے:

رضیعت بائندہ ربنا و باک اسلام دینا و بعد محمد  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلمہ و علیہ  
میں اللہ تعالیٰ کے رب، اسلام کے دین اور محمد  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کے نبی ہونے پر راضی اور  
خوش ہوں۔ (ت)

لے براہین قاطعہ قرون ثلاثہ میں ہو چکے نہ ہونے کے معنی مطبوعہ نے بلا سوا واقعہ و حدیث ۲۸  
لے المتحدہ الحسنہ حرف الیم حدیث ۱۰۲۱ مطبوعہ دار الکتاب العلمیۃ بیروت لبنان ص ۴۸

حدیث حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہے یوں کہ :

صاحبِ حبیب و قرۃ عینی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
اسے میرے حبیب ! مرحبا، آپ کا اسم گرامی محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک - (ت)

اسی طرح حدیث سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے :

پرستی روایت میں ہے یوں کہ :  
صلی اللہ تعالیٰ علیک یا رسول اللہ قرۃ عینی بلک یا رسول اللہ اللہم متعنی بالسمع والبصر۔  
اے اللہ کے رسول آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوٰۃ (رحمت) ہو، یا رسول اللہ ! آپ میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں ۔ اے اللہ ! میری سماعت و بصارت کو اس کی برکت سے مالا مال فرما۔ (ت)

پانچویں میں ہے درود پڑھے ۔

چھٹے میں ہے یوں کہ :

صلی اللہ علیک یا سیدی یا رسول اللہ یا حبیب قلبی و یا نور بصیری و یا قرۃ عینی  
یا سیدی یا رسول اللہ ! اے میرے دل کے حبیب ! اے میری آنکھوں کے نور و سرور ! اور اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک ! آپ پر اللہ تعالیٰ رحمت فرمائے۔ (ت)

ساتویں میں ہے یوں کہ :

اللہم احفظ حدیث و نورہ ببركة حدیث محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و نورہما۔  
اے اللہ ! میری آنکھوں کی حفاظت فرما اور انہیں منور فرما نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ آنکھوں اور ان کے نور کی برکت سے۔ (ت)

منہیہ کے نزدیک یہ اللہ و رسول کے ذکر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود ۔ اللہ عز و جل سے دعا

۱۰۶۱	حرف الیمیم حدیث	۱۰۶۱	مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان	ص ۳۸۴
۱۰۶۱	باب الاذی	۱۰۶۱	مکتبہ اسلامیہ گنبدقا مکتبہ ایران	۱۲۵/۱
۱۰۶۱	حرف الیمیم حدیث	۱۰۶۱	دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان	ص ۳۸۴
۱۰۶۱	"	"	"	ص ۳۸۵



کچھ طاقت ہی نہیں حالانکہ وہ کبھی روح طاعت ہے اور دعا مغز عبادت، اور دود کو مسلمان ایمان کا چین چین کا ایمان ہانتے ہیں اگرچہ منہ پر نہ مانتے۔

(۲۵) اس عمل مبارک کے فائدہ میں ایک فائدہ جو یہ فرمایا گیا کہ جو ایسا کرے گا اس کی آنکھیں نہ ڈھکیں گی نہ کبھی اندھا ہو، اس جرم پر وہ ذکر الہی و دود و دعا سب طاقت سے خارج ہو کر رہا منتر و گنگے نام محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس عبادت کی کوئی حد ہے، صد ہا حدیثیں ہیں جن میں تلاوت قرآن عظیم و تسبیح و تہلیل و حمد و تکبیر و لا حول و غیرہ اذکار جلیلہ پر منافع جہانہ و دنیاویہ ارشاد ہوئے ہیں جسے شوق پر صحاح ستہ و ترقیب و تہریب امام شافعی و جامع امام حنبلی سیوطی و حصن حصین امام جزیری و غیرہ اکتب حدیث مطالعہ کرنے منہ پر اسلام کی ایمانی کلمہ اور خود قرآن عظیم سب منتر ہیں جن میں طاقت سے کچھ علاقہ نہیں اھو ذہانتہ من الشیطن الرجیم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

(۲۶) اللہ و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر حکیم سے بڑھ کر حکیم ہیں ان کی رعایا میں ہر قسم کے لوگ ہیں ایک وہ عالی مرتبت کہ اللہ و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ و رسول کے لیے یاد کریں اپنی کوئی کمفست و نیوی تو دنیوی، غروی بھی مضمود نہ رکھیں یہ فاعل شخص مذہب سے ہیں جن کی ہندگی میں کسی ذاتی غرض کی آمیزش نہیں اللہ کے لیے وہی ذات ہے جن کو فرمایا:

والذین جاہدوا فینا لنھدھم حبسنا لھ

جو ہماری یاد میں مجاہدہ کرتے ہیں ہم یقیناً ان کے لیے اپنے

تمام راستے کھول دیتے ہیں۔ (مت)

دوسرے وہ جن کو کسی طبع کی چاشنی اُجھار سے مٹا نفع خانی کے گرویدہ نہیں باقی کی تلاش ہے قرآن و حدیث میں لیم جنت کے بیان ان کی نظیر سے ہیں جن کو فرمایا:

ان اللہ اشتغی من البوھتھیں انفسھم و

ھو انھم بان لھم لجنۃ۔

تیسرے وہ جن کو نفع عاجل کی امید و لامنازیادہ مویہ ہے جن کو فرمایا:

فقلت استغفر و رکعتہ کان عتقار یرسل السماء

علیکم مد راراً۔

میں کہتا ہوں تم اپنے رب سے معافی مانگو وہ یقیناً معافی دیتے والا ہے و آسمان سے تم پر زبرد راہش بھیجے گا۔

اور فرمایا،

قُلْ هُوَ الَّذِي أَمَّنَّا وَهُدًى وَشَفَاءٌ -

فرمایا کہ یہ عزموں کے لیے ہدایت اور شفا ہے (ت)

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

اغْرُوا تَعْبُوا وَاصْبِرُوا وَاصْبِرُوا تَعْبُوا وَاصْبِرُوا تَعْبُوا  
فی حدیث حُجَّوْا تَعْبُوا -جہاد کرو غنیمت پاؤ گے اور روزہ رکھو تندرست ہو جاؤ گے  
اور حج کرو غنی ہو جاؤ گے۔روى الاول المطهراني في الاوسط يستند به جرحه عن  
ابن هزيمة مرفعي الله تعالى عنه والاخر جرحه الزاقي  
عن صهمان بن سليم مرسلا واصله في مسند  
الغزووس.پہلی کو طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ  
عنه سے صحیح سند کے ساتھ ذکر کیا اور دوسری کو جہاد از قی نے  
صہمان بن سلیم سے مرسلا روایت کیا، اور مسند الغزووس  
میں یہ متفقہ طور پر ہے (ت)چوتھے وہ پست طرقت، دون جہت کہ امید نفع پر بھی نہ سکرے جب تک تازیانہ کا زور نہ دلائیں قرآن و حدیث میں  
عذاب نارسہ کے بیان ان کی نظیر سے ہیں جن کو فرمایا،ومن يشع من ذكرا المرء من نقيض له شيطان فهو  
له قرين وانهم ليعبدونهم من سمير وحبس  
ايهم مهتدون حتى اذا جاءنا قال يئسنا من بني  
وذلك بعد المشرقين فبئس القرين ولن ينفعكم  
اليوم اذ ظننتم نكركم في العذاب مثنركون بكجیسے رتو نہ آئے دکان کے ڈاکو سے ہم اس پر ایک شیطان  
متقین کر دیں گے کہ وہ اس کا ساتھی رہے اور بیشک  
وہ شیطان ان کو راہ سے روکتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ وہ  
راہ پر ہیں یہاں تک کہ جب کا فر ہمارے پاس آئے گا  
اپنے شیطان سے کہے گا ہمارے کسی طرح بھر میں تجھ میں  
پوچھ (مشرق و مغرب) کا فاصلہ جوتا تو کیا ہی بڑا ساتھی ہے، اور ہرگز تمہارا (اسی) (حسرت) سے جھلا نہ ہوگا  
آج جبکہ (دین) میں تم نے ظلم کیا تو تم سب عذاب میں شریک ہو (ت)

اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

من لعين مع الله خضب عليه رواه ابن ابى شيبه

وہ شخص جو اللہ تعالیٰ سے دغا نہیں لائے اس پر لہو لگتا

سنة القرآن ۴۴/۱

سنة المجمع الاوسط حديث نمبر ۸۳۰۸ مکتبۃ العارف ریاض سعویہ ۱۴۲/۹

سنة المصنف جہاد الزاقي باب فضل الحج ۱۱/۵ مکتبۃ الاسلامی بیروت

سنة القرآن ۴۴/۳۶-۳۷

شہ مصنف ابن ابی شیبہ (۱۵۷۷) فی فضل الدماء حدیث ۹۲۱۶ مطبوعہ دارۃ القرآن کراچی ۲۰۰/۱۰

فی المصنف من ابی هريرة و بلفظ من لم یسأل  
الله یغضب علیه السلام احمد و البخاری و  
الادب المفرد و الترمذی و ابن ماجه و  
البزار و ابن حبان و المحاکد و صحیحہ  
العسکری و غیرہ و فی اللہ تعالیٰ عنہ فی المواقف  
یسند حسن عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم قال قال اللہ تعالیٰ من لا یدعونی انغصب  
علیہ انہم جمل و سلم و یارک علیہ و سلم  
الہ و صحبہ و ابنہ و حزبہ ابدًا آمین۔

ناراض ہوتا ہے۔ اسے ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف  
میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے،  
حدیث کے دو کئی الفاظ میں ہیں، وہ شخص جو اللہ تعالیٰ  
سے سوال نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہو گا ہے  
اسے احمد اور بخاری نے "الادب المفرد" میں، ترمذی  
ابن ماجہ، بزار، ابن حبان اور حاکم سب نے روایت  
کیا ہے اور آخری دو نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور عسکری  
نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی المواقف  
میں سند حسن کے ساتھ بیان کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد و گرامی ہے، جو شخص مجھ سے دعا نہیں کرتا میں اس پر ناراض ہوتا ہوں۔  
اللہ تعالیٰ ہمیشہ رحمت کاملہ اور سلامتی بھیجے آپ پر، آپ کی آل، اصحاب، بیٹے اور گروہ سب پر، آمین (ت)  
صاحب منہیہ اللہ عزوجل کی حکمتوں کو کامل کرتا اور طاعت کو صوفیہ قسم اولیٰ میں مختصر کرنا چاہتا اور حدیث و  
قرآن کے تمام انکار جنت و نارزغیب ترسیب کو نفی و حصول کراہت و اصدال بتاتا ہے کہ ہندوی کو مقصود و مستند دور  
کو کہ منہیہ جنت میں لاؤالا۔ و یعلم الذین ظلموا انہم مقلوبون (مترجمین ہاں میں کے ظالم کو کس کد شہر  
چٹا کی میں گئے۔ ت)

(۲۷) عوام پر غیظ ہے کہ وہ یہ ذکر نہ اور رسول جل و علا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنا عقائد طاعت کرتے ہیں اور نہ  
مسلمانوں کے عوام آپ جیسے عوام سے عقل و فہم و فضل و علم میں بدرجہا ناواقف ہیں وہ اپنے دہم عزوجل کے ذکر و دعا اور  
اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر و محبت و تعظیم و توسل کو طاعت و زبانیں تو کیا آپ کی طرح ذکر و تعظیم مصطفیٰ صلی  
تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر جگہ مکتہ باطل کو کفر تصور کرتا ہے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صریح قویہوں کو بدعت کہتا ہے، انہیں وہ  
بدعت مکتہ باطل ہی سمجھتا ہے، فرض کیا ایک یوں بندہ یا اپنی آنکھوں کے علاوہ کو باطنی کاشیافت یا ابن سینا کی صدیقی نگاہ ہے  
اور ایک مسلمان سرور فاتحہ و آیۃ العکسی و اسم النور و جلالہ نور سے مطلق کرتا ہے آپ کے دہم میں دونوں برابر

سلف جامع الترمذی باب ما جاء فی فضل الدعاء مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱۴۳/۲

سلف کنز العمال، بحوالہ العسکری الیہ السلام فی الدرر النور و مکتبۃ التراث الاسلامی بیروت ۶۲/۲

سلف القرآن ۲۲۴/۲۶

ہیں کہ ایک فعل مباح کر رہے ہیں، طاعت مذہبہ نہ وہ، مگر مسلمان جانتے ہیں کہ کمان جائز نہیں و ابن سینا پر مجبور اور کمان کلام اللہ نہ ہونے کی وجہ سے تسلیم و امتثال ضروری طاعت اور اس کے حسن ایمان کی علامت ہے۔  
 وکن النجدیۃ لا یصلحون (لیکن نجدی نہیں سمجھتے۔۔۔ ت) بات یہ ہے کہ وحیدوں یا جہانی دنیاؤں  
 بلکہ اُخروی متفقین ثوابوں کے وعدے سے بھی حاشا یہ مراد خدا و رسول نہیں بل و علا و علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ  
 اُن وحیدوں سے بچنا یا اُن منافع کا ملنا ہی مقصود بالذات بنا کر اسی غرض و نیت سے ذکر خدا و رسول بل جلالہ و  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کہ یہ تو قلب موضوع و عکس مقصد ہے جو عبادت جنت کی نیت سے کرے کہ وہی  
 اُس کی مقصد و بالذات جو ہم مرکز عابد خدا نہیں عابد جنت ہے، تو رشتہ قدس سے منقول اُس سے بڑھ کر ظالم کون  
 جو بہشت کی طبع یاد و رخ کے ذریعے میری عبادت کرے کیا اگر میں جنت و نار نہ بناتا سبھی عبادت نہ ہوتا، بلکہ  
 اس سے مراد صرف اُجڑے رہنے پر اس طبع و عوف کے لحاظ سے عمل لوجہ اللہ کری مضرت سے بچنا یا منفعت جس فی  
 خواہ روحانی دنیوی خواہ اُخروی کا ملنا مقصود بالعرض بڑھیبے جی میں تجارت کجا میں قیمت، روزے میں صحت، نماز میں  
 کسوت، بھرا اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے حرام اپنے رب کی مراد سمجھے اور اس عمل میں بھی وہی اُن کا مقصد و جو اگر اپنے رب  
 جل و علا اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہیں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام اقدس پر برا و محبت و  
 تعظیم پسند دیتے ہیں اور یہ سب قلب طاعت و شریعت ہے اس کی برکت اس کے طفیل اس کے مقصد سے  
 یہیں یہ جہانی فائدہ بھی ملے گا کہ آنکھیں نہ دکھیں گی اندھے نہ ہوں گے یہ عین وہی نیت ہے جو شارع کو ایسے و عدل  
 میں مقصد دہرتی ہے مگر غائب و غاسر احق و خاد و کہ ایسے وعدوں پر بھولی کر اصل مقصد خدا و رسول کو بھول  
 جاتے اور ان کے ذکر و تعظیم و محبت کو تراشتر مٹاتے نسوا اللہ غاسمہم انفسہم (جو بھول گئے اللہ تعالیٰ  
 کو تو اس نے انہیں بلا میں ڈال کر اپنی جانیں یاد نہ رہیں۔ ت)

(۲۸) نفیست ہے کہ وہ کا منتر یاں کہ منتر کے الفاظ میں دم روایات یا ضعف دعویٰ بدعت بدعت کا مجتہد تو  
 آزاد رہے عمل مباح شہر اور نہ دم و رو پر بدعت و بے اصل ہونے کے جو کسی آپ حضرات کے یہاں ہیں ہی کا مصدق  
 کسی طرح مباح نہیں ہو سکتا اگرچہ احتیاط طاعت نہ ہو۔

(۲۹) یہ کہ اوپر گزر ا کہ اسی فعل کا اذان میں ہو خواہ اقامت میں بعض مباح جاننا شریعت حاکم میرے کے بالکل خلاف  
 ہے کہ اُس میں یہ عمل سنت ہے تو حرام ہی ٹھیک سمجھے اور طاعت کے طاعت احتیاط کرنے کے بدعت بنا کر نہیں  
 بدعت بدعت ہیپ ہوئے اگرچہ وہ بدعت کی معراج ترقی فی الملوک من الدین کے بعد بدعت کی کیا گنتی ہو



اور ہر قربت طاعت ہے تو اس میں اعتقاد طاعت ضروری اور اسے بدعت تہاناہل مطلق، اشیاء و الخافرو رد الحمار میں ہے،

اصول الہیات فمختلف صیغتها باعتبار ما قصدت  
لاجلہ فاذا قصدتہ التقوی علی الطاعات او  
التوجہ الیہا کانت عبادۃ

باقی مبہات کا معاملہ نیت کے اعتبار سے مختلف ہوتا  
ہے اگر ان سے مقصود طاعات پر تقویٰ یا ان میں پہنچنا  
ہو تو پھر یہ عبادت ہے۔ (۱۰)

نظر العیون میں ہے :

کلا قربة طاعة ولا تنعكس (ہر قربت طاعت ہے اور ہر طاعت قربت نہیں ہوتی۔ ت)

براس ڈیڑھ سطر منہ پر تھلک عشرۃ کاصلۃ (دس مکمل دلائل ہیں۔ ت) ہیں۔

باجلو منکیر کے پاس کوئی دلیل نہیں اور ادعا ہے دلیل سے بدر کوئی شے ذیل نہیں دربارہ اذان تو احادیث وارد اور اس کا استحباب کتب فقہ میں مصرح تو انکار نہیں مگر قبل بسین اور دربارہ اقامت اگر درود نہیں کہیں منع بھی نہیں اور بے شرعی منع کا ناکلم میں لائی وجہ منع کراہت ہے اور کراہت کے لیے دلیل خاص کی حاجت ہے اور بے دلیل شرعی ادعا کے منع شریعت پر افتراء و تهمت ہے۔ رد المحتار جلد ۱ ص ۱۶۸۴

لا یلزم منه انیکون مکروه الا بشی خاص لان الکراهة حکم شرعی فلا بد له من دلیل یلزم  
 اس کے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ مکروہ ہو مگر کسی نفی خاص کے ساتھ کہ نہ کہ کو اہت حکم شرعی ہے اس کے لیے دلیل کا ہونا ضروری ہے (مت)

النبأ الرائق جلد ۱ ص ۱۱۷

ایکسپلر اراقی بدم ص ۱۷۹  
لا یلزم من ترک المستحب ثبوت (مکراہۃ  
اذا لید لها من دلیل خاصہ

نہی الاحتیاط فی الافتراء علی اللہ تعالیٰ بآیات

نہی الاحتیاط فی الافتراء علی اللہ تعالیٰ بآبائت  
 احتیاط نہیں کرتے اللہ تعالیٰ پر افتراء میں حرمت و

لے ایشیاء و انظار القام الاول من الفن الاول اداة القرآن والعلم الاسلامي کچی ۳۲/۱

٣١/١

مطهر مصطفى الهادي مصر ١٩٣٤

مطلب بیان السنہ و اسباب ۱۶  
مطلب بیان اسباب و اسباب ۱۶

نعم البحر الرانی باب العیدین مطبوعه ایچ ایم سید پی س پی

الحرمۃ او انکراہۃ اللذین لا بد لہما من دلیل  
بل فی القول بالاجابۃ التی فی الاصل

کراہت ثابت کرنے میں جن کے لیے دلیل کا ہونا ضروری  
ہے البتہ ایسا کہ قول کرنے میں احتیاط کرتے ہیں

جو کہ اصل ہے (دست)

ظاہر ہے کہ نام اقدس سن کر انگوٹھے چومنا آنکھوں سے دھونا عرفاً و لیل تکبیر و محبت ہے اور امور ادب میں  
قطعاً عرف کا اعتبار۔ امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں:

فی حال علی المعہود حال قصد التعظیم  
تعلیم مقصود ہونے کے وقت اسے عرف پر محمول  
کیا جائے گا۔ (دست)

اور تعلیم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مطلقاً مامور ہے۔  
قال اللہ تعالیٰ لئن لم یضربا اللہ ورسولہ وکعبتہ وہ  
وقودہ۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے: تم اللہ تعالیٰ اور اس  
کے رسول پر ایمان لاؤ اور ہمیشہ ان کی تعلیم و توقیر

بجلاؤ (دست)

اور مطلق ہمیشہ اپنے اخلاق پر جاری رہے گا جب تک کسی خاص فرد سے منع شرعی نہ ثابت ہو جیسے سجدہ نذر اداست  
امام عباسی پھر جامع الرموز پھر رد المحتار جلد ۵ ص ۳۶۹ میں ہے:

ان المطلق یجری علی اطلاقہ الا اذا قلنا دلیل  
التعظیم لصلواتہ و لولہ فاحفظہ فانہ لفقید ضروری۔

مطلق اپنے اطلاق پر ہی رہتا ہے مگر اس صورت  
میں کہ جب تعظیم پر کوئی صراحت یا دلالت دلیل قائم ہو

پھر اس طرح محفوظ کر لیں کہ یہ فقہ کے لیے ضروری  
قاعدہ ہے۔ (دست)

مگر ہے یہ کہ اشیا کے نزدیک تعلیم حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مطلقاً شرک و ظلم ہے شریعت نے  
برضات قیاس بعض مواضع میں خدا جانے کس ضرورت سے ناچار ہی کو مقرر کر دی ہے لہذا امور پر مقتصر رہے گی  
باقی اسی اصل حکم پر شرک و بدعت مرام شہرے کی غلط فہمیاں وارد ہوتی خدا کا دھڑا سر، قبر درویش بیکان درویش

۳۲۶/۵	مطبوعہ مصطفیٰ البابائی مصر	کتاب الاشریۃ	لے رد المحتار
۲۴۹/۱	فوریہ رضویہ سکھر	باب صفۃ التوبۃ	لے فتح القدیر
			لے القرآن ۹/۲۸
۲۴۲/۵	مطبوعہ مصطفیٰ البابائی مصر	فصل فی البیع من کتب الخمر	لے رد المحتار

ماننی پڑی وہ بھی فقط ظاہر اندول سے جیسے التبیات میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نشانہ اندک کرنے کا شریعت نے حکم دیا خدا جانے شریعت کو کی ہوگی تھا کہ عین نماز میں یہ غیر خدا کی تعظیم اور اس پر درود و نزدیک سے پکارنا رکھ دیا آخر قہراً جبوا التبیات کے لفظ تو پڑھ لو مگر انشاء معنی کا زائد نہ کرنا وہ دیکھو امام اہل القضاۃ تحصیل دہلوی صراط مستقیم میں حکم نگار ہے ہیں کہ :

صرف بہت در نماز سے شیخ و امثال آں از معینین  
گر خباب رسالتا ب باشند بخندنی مرتبہ بدرست  
از استغراق و خیال گاہ و غرق خالی آخر المکمل و المکمل  
لنن الله قائلها و قائلها۔

نماز میں اپنے شیخ یا بزرگوں میں سے کسی دوسرے بزرگ  
حق کہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف توجہ  
صرف کرنا اپنے گمراہی اور بیل کے خیال میں مستغرق ہو جانے  
سے کئی درجہ بدرستہ ہے "آخر کلام طعن تک اللہ تعالیٰ  
اس کلام کے قائل اور قبول کرنے والے کو اپنی رحمت سے  
فوری رکھے۔ (ت)

ولہذا باید تصریح کرتے ہیں کہ تشہد میں السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سے حکایت لفظ کا  
ارادہ کر کے قصہ معنی نہ کر کے تصریح کرتے ہیں کہ دور سے یا رسول اللہ کہنا شریک ہے مگر بھرا اللہ تعالیٰ مسلمانوں  
کے ایمان میں تعظیم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عین ایمان کی بنیاد ہے اور علی الاطلاق مطلوب شریعت،  
توجہ کچھ بھی جس طرح بھی جس وقت بھی جس جگہ بھی تعظیم اقدس کے لیے بکالائے خواہ وہ بعینہ منقول ہو یا نہ ہو سب جائز  
و مستحب و مرغوب و مطلوب و پسندیدہ و خوب ہے جب تک اُس خاص سے نہ آئی ہو جب تک اُس  
خاص میں کوئی عجز شرمی نہ ہو وہ سب اس اطلاق ارشاد الہی و تعظیہ و توقیرہ میں داخل اور امثال حکم الہی  
کا فضل جلیل اسے شامل ہے ولہذا اگر دی تصریح فرماتے ہیں کہ کچھ جس قدر اہم و تعظیم عجیب رب العالمین ہوا اور  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں زیادہ برائت رکھے اُسی قدر زیادہ خوب ہے، فیج التقدیر امام محقق علی الاطلاق و مشک  
مترسٹ و فتاویٰ علیگیریہ وغیرہ میں ہے :

کل ما کان ادخل فی الادب والاحلال کانت  
حسناً۔

جس قدر بھی ادب و عزت میں کامل ہو اتنا ہی زیادہ  
اچھا ہے۔ (ت)

امام ابن حجر مکی جو بہر منظم میں فرماتے ہیں :



تعظیم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بجمع  
 انواع التعظیم التي ليس فيها مشاركة الله  
 تعالیٰ فی الاُلوهیة امر مستحسن عند من  
 نور الله ابصارهم۔  
 وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے انھوں کا غور و غما فرمایا ہے وہ  
 نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کی تمام اقسام و  
 صورتوں کو امر مستحسن تصور کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ان  
 میں ہرگز باری تعالیٰ کی ساتھ شریک کا کوئی پہلو نہیں۔ (دست)  
 تو مسلمان اگر وقت اقامت بھی تقبیل کرے ہرگز کوئی وجہ مخالفت نہیں اور اسے شرعاً ناجائز نہ کہے گا مگر وہ کہ شرع  
 پرافتر کرتا یا نام و اکرام سید الانام علیہ افضل الصلوة والسلام سے جلتا ہے۔ اسی طرح نماز و استماع قرآن مجید  
 و استماع خطبہ جن میں حرکت منع ہے اور ان کے اشغال موانع لزوم محمد و آلہ کے سوا جہاں کہیں بھی یہ فعل بنظر تعظیم و محبت  
 حضرت رسالت علیہ افضل الصلوة والیقینہ ہو جیسا کہ بعض مجاہدین سرکار سے مشہور ہے بہر حال محبوب و محمود ہے واللہ  
 تعالیٰ اعلم و علیہ علی جبرۃ اتم و اکمل۔

www.al-ahsanainetwork.org